پاکستان میں خارجیت کا طوفان

حبِ معاویہؓ کی آڑ میں بغض اہلبیتؓ کی خطرناک تحریک

حافظ عبدالحق خان بشیر نقشبندی

پاکستان میں رافضیت کے خوفناک سیلاب کے ساتھ ساتھ خارجیت کا جو خطرناک طوفان اٹھ رہا ہے وہ مسلمانانِ اہلسنت کے لئے انتہائی تشویشناک ہے، کیونکہ سنیّت کے عنوان سے کام کرنیوالی تمام تحریکیں رافضیت کے تعاقب میں ہیں اور خارجیت بے لگام و خودسر، اور سرکش گھوڑے کی طرح اپنے نظریات کی اشاعت ونشوونما کیلئے جدوجہد کر رہی ہے اس تحریک کا دوسرا خطرناک اور گمراہ کن پہلو یہ ہے کہ خارجیت کی یہ تحریک سنیّت کے عنوان سے کام کر رہی ہے یہ سعادت صرف اور صرف بحمداللہ تحریک خدام اہلسنت والجماعت کے حصہ میں آئی ہے کہ تحریک عظمت صحابہؓ و عفت اہلبیتؓ کے تحفظ کیلئے خارجیت اور رافضیت دونوں فتنوں کے خلاف دینی وملی خدمات سرانجام دے رہی ہے، آیئے پاکستان میں خارجی تحریک کے چند نظریات باطلہ ملاحظہ فرمالیں، تاکہ دینی وملی ذمہ داریاں محسوس کرنے میں دشواریاں نہ ہوں،

رئیس الخوارج محمود احمد عباسی کے خارجی نظریات

(۱) حسینؓ کے دوراندیش دوستوں نے لاکھ منت سماجت کی کہ ایسی خطرناک مہم کے اندر ناعاقبت اندیشانہ اپنے کو جوکھم میں نہ ڈالیں اور ان لوگوں کے مواعید اور مصنوعی جوش وولولہ پر اعتماد نہ کریں، جنہوں نے ان کے والد سے دغا کی تھی، اور ان کو دھوکہ دیا تھا، مگر حسینؓ نے حبِ جاہ کی مہلک ترغیبات پر کان دھرنے کو ترجیح دی، اور ان لاتعداد خطوط (دعوت ناموں) کی فخریہ طور پر نمائش کرتے رہے جو ان کو موصول ہوئے تھے اور جن کی تعداد جیسا کہ شیعی سے کہتے تھے کہ ایک اونٹ کے بوجھ کے مساوی تھی، (خلافت معاویہؓ و یزید صـ ۱۹۵)

(۲) امیر مسلم (ابنِ عقبہ گورنر مدینہ) نے اہل مدینہ کو مخاطب کر کے جو الفاظ کہے تھے وہ مورخین نے یہ لکھے ہیں، اے اہل مدینہ امیرالمومنین یزید سمجھتے ہیں کہ تم لوگ اہل ہو، تمہارا خون بہانا انہیں گوارا نہیں، تمہارے لیئے تین دن کی مدت مقرر کرتا ہوں جو کوئی تم میں سے (بغاوت سے باز) آجائے گا اور حق کی طرف رجوع کرے گا ہم اسکا عذر قبول کرلیں گے اور یہاں سے چلے جائیں گے اور اس ملحد (دین میں نئی بات پیدا کرنیوالے) کی طرف متوجہ ہوں گے، جو مکہ میں ہے اور اگر تم نہ مانو گے تو سمجھ لو کہ ہم حجت تمام کر چکے، (ایضاً صـ ۳۲۸)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو ملحد کہا جا رہا ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ)

(۳) یزید نے عبداللہ بن زبیرؓ کے بارے میں یہ شعر پڑھا،

واعجباً من ملحد واعجباً   مخادع فی الدین یقفو بالفری

افسوس اُس ملحد پر افسوس، جو دین کے بارے میں دھوکہ دیتا ہے اور جھوٹی بات کو سچی بات بیان کرتا ہے،

...... سیاسی اغراض کی خاطر (یزید نے) مذہب کی آڑ لینے اور اس طرح دین میں نئی بات پیدا کرنے کی بنا پر (ابنِ زبیر کو) ملحد کہا (ایضاً صـ ۴۲۰)

(۴) بالآخر شہادت ثبوت و صفائی گزر جانے کے بعد حضرت علیؓ کے ثالث نے جو ان کے بھتیجے داماد بھی تھے، واقعات کا غیر جانبدارانہ جائزہ لے کر انہیں ہی خطاوار ٹھہرایا اور مفادِ امت کے پیشِ نظر آٹھ نو سو حاضرین کے سامنے جن میں اکثر عظمائے ملت و صحابہ موجود تھے، منصب خلافت سے معزول کر دیا جس سے دوسرے ثالث نے بھی اتفاق کیا۔۔۔۔ جمہوریت نے ان کے عادلانہ فیصلہ کو سراہا،

(تحقیق مزید ص۴)

(۵) حضرت علیؓ کو اس فیصلہ کے بعد سے اپنے دوبارہ منتخب ہونے کی کوئی توقع نہ ہو سکتی تھی، فیصلہ ماننے سے انکار کر دیا، الخ (ایضاً ص)

(۶) اس حادثہ (کربلا) کو اکثر مؤرخین نے اس انداز سے پیش کیا ہے جس سے ان کا مقصد لوگوں کے دلوں میں بغض کی آگ کو بھڑکانا ہے، واقعہ تو صرف اتنا ہی تھا کہ ایک شخص یعنی حضرتِ حسینؓ حکومت کی طلب میں اُٹھ کھڑا ہوتا ہے، اور اس کے حصول کیلئے جن اسباب و اعوان کی ضرورت ہے وہ فراہم نہیں کر سکتا اور بغیر امر مطلوبہ حاصل کئے قتل ہو جاتا ہے اس سے پہلے ان کے والد حضرت علی بھی قتل ہو گئے تھے الخ (مقدمہ مقتل الحسین ص۳۲)

(۷) ایرانی شدید تعصب نے اس تصویر میں خدوخال بھرے، اور حضرت حسینؓ کو بجائے ایک معمولی قسمت آزما کے جو ایک انوکھی لغزش و خطائے ذہنی اور قریب قریب غیر معمولی حبِ جاہ کے کارن ہلاکت کی جانب تیز گامی سے رواں دواں ہوں ولی اللہ کے روپ میں پیش کیا ہے، (خلافت معاویہؓ و یزید ص۱۲۵)

عباسی صاحب کے خارجی نظریات کی تردید کے لئے حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی کتاب "شہید کربلا اور یزید" ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ پاکستان میں خارجیت کو اہلبیتؓ دشمنی کا زیادہ تر مواد و میٹریل عباسی صاحب کا فراہم کردہ ہے، اسی میٹریل سے خارجیت کے نظریات فاسدہ کا خوفناک و خطرناک محل تعمیر ہو رہا ہے عباسی صاحب کو پاکستان میں خارجیت کا موجدِ ثانی قرار دیا جا سکتا ہے،

جنہوں نے دشمنان اہلبیتؓ کو دشمنی اہل بیتؓ کی بنیادیں، بغضِ علیؓ و حسینؓ کی اساسیں اور اظہارِ حبِ یزید کے حوصلے فراہم کئے ہیں،

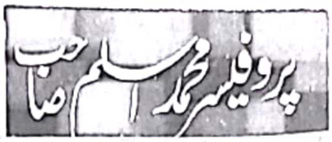

یہ بزرگ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں شعبہ تاریخ کے پروفیسر ہیں اور شیعیت کے خلاف اچھا ذہن رکھتے ہیں لیکن بدقسمتی سے اس میدان میں راہ اعتدال پر قائم نہ رہ سکے اور اہلسنت والجماعت کے اجماعی و اتفاقی مؤقف و نظریہ سے ہٹ کر خارجیت کے حدود میں داخل ہو گئے اور محض شیعہ دشمنی میں ان مناقب اہلبیتؓ سے بھی انحراف شروع کر دیا جو احادیث صحیحہ اور اجماع امت سے ثابت ہیں، شیعیت کے خلاف ان کی سرگرمیوں کی وجہ سے ایک بار ہم نے بھی انہیں جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کے سالانہ جلسہ میں شرکت کی دعوت دے دی، اور وہ تشریف لائے، تقریر بھی کی لیکن ان کی تقریر میں حضرت علیؓ کی خلافت کے بارہ میں جو انداز تھا وہ خالص خارجی ذہن کا آئینہ دار تھا، جس کی وجہ سے آئندہ ہم نے انہیں اپنے تنظیمی اور تبلیغی اجتماعات میں شرکت کی دعوت نہیں دی ان کے چند خارجی نظریات ملاحظہ فرمالیں۔

(۱) عجمی منافقین کی وسیسہ کاریوں کی بدولت ہمارے بڑے بڑے علماً اور خطبا سیدہ صدیقہ کائنات (حضرت عائشہؓ) کی عظمت اور مقام سے کماحقہٗ واقف نہیں ہیں، انہوں نے ام المؤمنین صدیقہؓ کائناتؓ کی بجائے حضرت فاطمہؓ کو سیدۃ النساء کہنا شروع کر دیا، اور جمعہ کے خطبوں میں برسرِ منبر اس کی تکرار کرنے لگے،

(گزارش احوال واقعی، بر صدیقہ کائنات ص۹ از حکیم فیض عالم صدیقی)

جس روایت کو موصوف عجمی منافقین کی سازش قرار دیکر انحراف انکار کر رہے ہیں وہ روایت تو بخاری ص۵۱۲ ج۱ اور مسلم ص۲۹۰ ج۲ و ص۲۹۱ پر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حوالہ سے موجود و مذکور ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کے بارے میں فرمایا سیدۃ نساء اہل الجنۃ

Scanned with CamScanner

اونسآ العالمین ، اونسآ ھٰذہ الامۃ ، اگر اس فرمانِ نبوت کے مطابق یہ بڑے

بڑے علمآ اور خطبا اسکا اظہار خطبات جمعہ و عیدین میں کرتے ہیں تو

پروفیسر صاحب کیلئے اس میں پریشانی کی کیا بات ہے ؟

(۲) اس آیت (والطیبات للطیبین الخ پ۱۸، النور : ۲۶) کی رو

سے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ کا تقویٰ و طہارت میں وہی

مقام اور مرتبہ ہوگا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام اور مرتبہ

ہوگا جو مقام حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا ہوگا وہی ان کی رفیقہ حیات

کا ہوگا جو مقام و درجہ حضرت فاروق ؓ اعظم کا ہوگا وہی

ان کی شریک حیات کا ہوگا اسی طرح تقویٰ وطہارت کے

جس مقام پر حضرت عثمان ؓ غنی فائز ہوں گے وہی مقام انکی

بیوی کا ہوگا اور جتنے طیب وطاہر حضرت علی ؓ ہوں گے اتنی

ہی طیبہ وطاہرہ انکی اہلیہ ہوں گی ، ایضاً ص۱۰

قطع نظر اس سے کہ پروفیسر صاحب نے آیت مذکورہ کی یہ تفسیر کس مفسر

اہلسنت کے حوالہ سے کی ہے ؟ پروفیسر صاحب کا مذکورہ نظریہ بظاہر کفریہ

ہے ، کیونکہ غیر نبی (زوجہ رسول) کا تقویٰ وطہارت نبی کے تقویٰ وطہارت

کے برابر کیونکر ممکن ہے ؟ اس سے قبل ائمہ اہلسنت والجماعت کے ہاں

یہ بحث تو موجود تھی کہ سیدۃ نسآ اھل الجنتہ کی حدیث نبوی ؐ کے پیش نظر

مقامِ ازواج ؓ رسول کا زیادہ ہے یا حضرت فاطمہ ؓ کا ، لیکن پروفیسر صاحب

نے قرآن کی اس خانہ ساز تفسیر کے ذریعہ اہلبیت دشمنی کا بھرپور ثبوت

دیتے ہوئے حضرت فاطمہ ؓ کے مقام کو ترتیب کے اعتبار سے چھٹے مقام

پر لا پھینکا ہے ، پہلا مقام ازواجِ ؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ، دوسرا

مقام باقی ازواج انبیاؑ کا بترتیب مراتب ، تیسرا مقام ازواج صدیق اکبر ؓ

کا ، چوتھا مقام ازواج فاروق ؓ اعظم کا پانچواں مقام ازواج عثمان غنی ؓ

کا ، اور چھٹا مقام حضرت فاطمہ ؓ کا ، وہ بھی حضرت علی ؓ کی دیگر ازواج کے

برابر پروفیسر صاحب کی مراتب وفضائل کی اس خانہ ساز تقسیم سے درج

ذیل سوالات ذہن میں پیدا ہوتے ہیں کہ

(۱) اگر کسی بھی عورت کے مقام و مرتبہ اور تقویٰ وطہارت کا معیار

اس کے خاوند کا مقام و مرتبہ اور اسکا تقویٰ وطہارت ہے

تو پھر نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی بیویوں کے مقام

کیا ہونگے ؟

(۲) احادیث صحیحہ کے مطابق حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قرب

قیامت میں تشریف لائیں گے چالیس سال تک حکومت کریںگے

اور اس دوران ان کی شادی بھی ہوگی ، ان کی اس بیوی کا مقام

کیا ہوگا ؟ کیونکہ ان کا اپنا مقام تو بالاتفاق خلفائے راشدین ؓ

سے زیادہ ہے ،

(۳) پروفیسر صاحب نے یہ اصول بھی بیان فرمایا ہے کہ

خباثت کے جس درجہ پر ابولہب فائز ہوگا وہی درجہ اسکی

بیوی کا ہوگا ، (ایضاً ص۱۱)

اب سوال یہ ہے کہ فرعون کی بیوی آسیہ ؓ کے بارہ میں کیا

نظریہ قائم کیا جائے ؟

ان حقائق و واقعات اور خارجی نظریات سے بخوبی اندازہ کیا جا

سکتا ہے کہ یہ لوگ دشمنئ اہلبیت میں کسقدر دور جا چکے ہیں ؟

حکیم صاحب مسلکاً متشدد اور
غالی غیر مقلد تھے ، ان کے غلو اور
تعصب کا اندازہ اس ایک حوالہ سے ہی بخوبی کیا جا سکتا ہے فرماتے ہیں

ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی ، آپ کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی

کسی صحابی سے آپ کی ملاقات ثابت نہیں ، مجوسی النسل تھے ،

اور آپ کے دادا مسلمان ہوئے تھے ، چہ عجب کہ باقی مجوسی النسل

نومسلموں کی طرح نسلی عصبیت ورثہ میں ملی ہو ،

(اختلاف امت کا المیہ حصہ دوم ص۱۰۵)

اس غلو اور تعصب کیسا تھ ساتھ ان کے خارجی نظریات بھی ملاحظہ فرمالیں ،

(۱) قرآن وحدیث سے تاریخ کا تقابل کے عنوان سے رقمطراز ہیں کہ

امیر یزید نبی علیہ السلام کی زبان مبارک سے مغفور کہلائے ،

تاریخ نے انہیں زانی ، شرابی ، فاسق اور فاجر کے روپ میں

پیش کیا، ملعونین علیٰ لسانِ محمد وہ لوگ تھے جنہوں نے ذوالنورین کو شہید کیا، مگر تاریخ نے مجاہدین حرّہ پر یہ روایت چسپاں کردی

سیدنا حسین کو جب اپنی غلطی کا احساس ہوا تو وہ امیر یزید کی معیّت کیلئے کوفہ پہنچنے سے پہلے ہی عازم دمشق ہو گئے، مگر تاریخ آج تک امیر یزید کو قتلِ حسینؓ کا مجرم کہہ رہی ہے الخ۔ (صدیقۂ کائنات ص۴۸ تا ص۵۰)

(۲) یہ واقعہ (افک) تیسری صدی کے یہودیوں کا من گھڑت ہے۔ (ایضاً ص۲۱) حالانکہ یہ واقعہ بخاری و مسلم جیسی مستند کتب میں مذکور ہے، کہیں انکار واقعہ کی آڑ میں ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے اس مقام و مرتبہ کا انکار تو مقصود نہیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام میں سبحانک ھذا بھتان عظیم کے الفاظ سے انہیں عطا فرمایا ہے؟

(۳) حضرت علیؓ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت نہ کرنے کی صرف یہی وجہ بیان کی جاتی ہے کہ انہیں بلوائیوں نے خلیفہ بنایا تھا مگر اس کے علاوہ ایک اور وجہ بھی تھی، حضرت علیؓ کو بچپن سے اس عمر تک جاننے والے صحابہ کرام کی اچھی خاصی تعداد موجود تھی، حضرت علیؓ کا بچپن، جوانی اور کہولت کا تمام زمانہ ان کی نظروں کے سامنے تھا وہ جانتے تھے کہ آپ امور خلافت سے عہدہ برآ نہیں ہو سکیں گے اور ان کی قیافہ شناسی آخر صحیح ثابت ہوئی، (ایضاً ص۲۹)

(۴) سیدنا علیؓ اور سیدنا حسنؓ کی برائے نام خلافت کا دور ایک عبوری دور تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسی لئے محققین نے سیدنا علیؓ کے دور خلافت کو عبوری دور کہا ہے، (ایضاً ص۲۲۴)

وہ محققین محمود احمد عباسی اور ان کے ہمنواؤں کے سوا کون ہو سکتے ہیں؟

(۵) صدیقۂ کائنات جنگ جمل کے بعد مدینہ پہنچ کر گوشہ نشین ہو گئیں مگر سیدنا علی نے بصرہ میں بقول مشہور باطنی داعی ناصر خسرو، مسعود نہشلی کی دختر لیلیٰ سے نکاح کر کے اس کے مکان میں قیام فرمایا یہ واقعہ ربیع الاوّل ۳۵ھ کا ہے یعنی اسوقت حضرت علیؓ کی عمر ۵۰ سال سے زیادہ تھی، حضرت طلحۃ الخیرا اور حواریٔ رسول حضرت زبیرؓ کے علاوہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں صحابہ کرام کی شہادت کے بعد جبکہ عالمِ اسلام کا تقریباً ہر گھرانہ ماتم کدہ کا منظر پیش کر رہا تھا سیدنا علی کا لیلیٰ سے نکاح فرمانا عظیم عزم، حوصلہ، اور استقلال سے بھرپور کارنامہ ہے، یاللعجب، (ایضاً ص۲۲۷)

(۶) سیدنا علیؓ صرف اپنی ذات میں خلیفہ تھے۔ اور نبی علیہ السلام کی زندگی میں ہی آپ حصول خلافت کے خیال کو اپنے دل میں پروان چڑھانے میں مشغول تھے، (ایضاً ص۲۲۸)

(۷) آپ (حضرت علیؓ) کی شہادت عالم اسلام کیلئے ایک آیۂ رحمت ثابت ہوئی، (ایضاً ص۲۲۸)

(۸) حقیقت یہ ہے کہ مکہ سے روانگی تک (امام حسینؓ کے) خروج کے ارادہ کو کسی نے کوئی اہمیت نہ دی، ایک پُر امن سلطنت کے اندر ایک آدمی کی اس قسم کی حرکات سنجیدہ لوگوں کے نزدیک ایک بچگانہ حرکت تھی، جن لوگوں نے آپ کو روکا ان کے روکنے کا مقصد یہ تھا کہ گھر سے نکل کر شدائد سفر کی تکالیف ایک شہزادے کے بس کا روگ نہیں ہونگی، (واقعہ کربلا ص۱۲)

(۹) آپ (یعنی حضرت حسینؓ) اعلائے کلمۃ الحق کے نظریہ کے تحت عازمِ کوفہ نہیں ہوئے تھے، بلکہ حصول خلافت کیلئے آپ نے یہ سفر اختیار کیا تھا، (ایضاً ص۲۳)

(۱۰) حضرت حذیفہؓ قتل عمرؓ کی سازش سے باخبر تھے، اسی حذیفہؓ کا بیٹا محمد اور محمد بن ابی بکر دونوں مصر میں ابن سبا کے معتمد خاص تھے، (شہادت ذوالنورین ص۵۱/۵۲)

حضرت حذیفہؓ کے بارے میں ہے ھو صاحب سرّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وروی عنہ عمرؓ بن الخطاب وعلیؓ بن ابی طالب، وابو الدرداءؓ وغیرھم من الصحابۃ والتابعین الکمال فی اسماء الرجال ص۵۹۰ اور امام حافظ ابنِ حجرؒ فرماتے ہیں کہ صحابی جلیل من السابقین، تقریب التہذیب ص۶۶

Scanned with CamScanner

(۱۱) ان واضح شواہد کی موجودگی میں کیا اس بات سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ فاروقِ اعظمؓ کی شہادت کے پیچھے ایک بہت بڑی سازش کا ہاتھ نہیں تھا؟ صرف چند نومسلم یہودی یا مجوسی اپنے اندر اتنا دم خم نہیں رکھتے تھے، پھر غور کیجئے کہ اس سازش کے پیچھے کونسا خفیہ ہاتھ تھا؟ اگر وہ سازشی لوگ معمولی حیثیت کے تھے تو کعبؓ اور حذیفہؓ دبی زبان میں اظہارِ خیالات کے بعد خاموش کیوں ہو گئے؟ انہیں کسی کا ڈر تھا؟ یا انہیں نئی حکومت میں کسی عہدہ کے ملنے کی توقع تھی؟ الیضاً صد ۵۴

اشارات وکنایات میں موصوف نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ سازش حضرت علیؓ کی تھی، (العیاذ باللہ تعالیٰ)

(۱۲) فاروق اعظمؓ کے خلاف تحریک سے اکثر صحابہؓ واقف تھے (الیضاً صد ۵۱)

(۱۳) اس زیر زمیں (مجوسیوں کی فاروق اعظمؓ کے خلاف) تخریبی تحریک سے اکثر صحابہؓ واقف تھے (الیضاً صد ۵۱)

گویا یہ تمام صحابہؓ پر الزام ہے کہ انہوں نے العیاذ باللہ تعالیٰ قصداً حضرت فاروق اعظمؓ کی جان بچانے کی فکر نہیں کی،

(۱۴) (حضرت عثمانؓ کی جان کی حفاظت اس لئے نہ ہو سکی کہ) صحابہ کرام کی اکثریت دورِ کہولت سے آگے بڑھ کر عالم پیری کے دروازوں پر دستک دے رہی تھی، (الیضاً صد ۵۱)

کیا العیاذ باللہ تعالیٰ انکی غیرتِ ملی، حمیت دینی، حرارت ایمانی اور احساس ذمہ داری بھی بوڑھا ہو چکا تھا؟

(۱۵) اب تاریخ ایک ورق اور الٹتی ہے، صدیق اکبرؓ واصل بحق ہو گئے اور مرتے وقت فاروق اعظمؓ کیلئے وصیت کر گئے گویا سیدنا علیؓ کیلئے خلافت کا دوسرا موقع بھی جاتا رہا (الیضاً صد ۵۵)

(۱۶) یہاں ایک امر قابل غور ہے کہ تمام مورخین کو قاتلین عثمانؓ کے نام معلوم ہیں مگر حضرت علیؓ کو ان کے نام معلوم نہ ہو سکے حالانکہ وہ سب کچھ ان کے سامنے ہوا۔ اگر سیدنا علیؓ سریر آرائے خلافت ہوتے ہی ان گنتی کے لوگوں کو کیفرِ کردار تک پہنچا دیتے، تو آپ کی باقی زندگی بھی امن سے گزرتی (الیضاً صد ۹۲)

(۱۷) اصحابہ ثلاثہؓ کے زمانہ میں تقریباً چالیس لاکھ مربع میل کا علاقہ فتح ہوا، مگر سیدنا علیؓ نے کسی غزوہ میں حصہ نہ لیا ہو سکتا ہے اسکی وجہ یہ ہو کہ خلفائے ثلاثہ آپکی حاضری مدینہ میں ضروری سمجھتے ہوں، اور اکثر امورات اور مہمات ملکی میں آپ کے مشوروں کی ضرورت پڑتی ہو۔ مگر اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ نے خود کسی غزوہ میں شامل ہونے کا ارادہ ظاہر نہ کیا ہو، اور اصحاب ثلاثہ میں سے کسی نے آپکو حکماً بھیجنا موزوں نہ سمجھا ہو، (مقام صحابہؓ صد ۶۲)

(۱۸) مہاجرین وانصار میں سے ایک صحابی بھی حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانے کے حق میں نہ تھا (الیضاً صد ۱۱۳)

(۱۹) آنحضرتؐ کی وفات کے بعد سیدنا علیؓ نے کسی جہاد میں شرکت نہ کی بلکہ قادسیہ کی جنگ کے موقع پر سیدنا فاروق اعظمؓ کی خواہش کے باوجود آپ نے انکار کر دیا (سادات بنی رقیہ صد ۱۲)

(۲۰) سیدنا علیؓ کی نام نہاد خلافت نہ تو قرآنی معیار پر پورا اترتی دکھائی دیتی ہے نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی خلافت کے متعلق کوئی اشارہ فرمایا ہے، تو آج کے ان بزعم خویش مولاناؤں کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ وہ سیدنا علیؓ کو خلافتِ راشدہ میں شمار کر کے بالواسطہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تکذیب کا ارتکاب کریں،

(خلافتِ راشدہ صد ۶۳)

عظیم الدین صدیقی

(۱) تاریخی حقائق کے پیشِ نظر رسول اکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی وفات ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کے موقع پر حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی عمر اسقدر کم ہے کہ انہیں صحبتِ نبوی سے فیض یاب ہونے کا موقع نہ مل سکا، بایں طور یہ دونوں نواسے رسول کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے گود کھلائے تو کہے جا سکتے ہیں صحابی نہیں

(حق تحقیق صد ۴۳ بحوالہ خارجی فتنہ صد ۱۱۱ ج ۱)

(۲) خلافت راشدہ کے پورے دور میں سیدنا علیؓ اوران کی سیاسی پارٹی کی حیثیت حزب اختلاف کی سی رہی (تحقیق حق صفحہ بحوالہ خارجی فتنہ ج۱ ص۱۱۱)

(۳) اصولی طور پر یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ حضرت علیؓ عہد رسالت ہی سے بوجوہ اپنے آپ کو خلافت ونیابت رسولؐ کا اوروں سے زیادہ حقدار سمجھتے تھے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے اپنی زندگی میں انہیں کسی انتظامی ذمہ داری کا اہل نہ سمجھتے ہوئے کوئی منصب عطا نہ کیا، صرف دوبار ذیلی ونجی قسم کی ڈیوٹی ذمہ لگائی، یمن کی مہم سے خمس کی وصولی، اور غزوۂ تبوک کے موقعہ پر اپنے اہل وعیال کی دیکھ بھال۔ لیکن ان ہر دو موقعوں پر آپ نے جو رول ادا کیا وہ کتب احادیث وتاریخ کے اوراق میں دیکھا جاسکتا ہے، اسی بنا پر عہد رسالت کے بعد حضرات صحابہ کرام نے بھی انہیں کسی کلیدی اور قومی وملی اہمیت کے منصب کا اہل نہ سمجھا، یہاں تک کہ امام اوّل حضرت ابوبکر کی وفات، امام دوم حضرت عمر اور امام سوم حضرت عثمان کی شہادت کے بعد جب بانداز دیگر آپ برسر اقتدار لائے گئے تو دنیا نے دیکھ لیا کہ ذاتی وشخصی اور انفرادی قسم کے فضائل کے باوجود آپ اسلام اور مسلمان قوم کے کامیاب نگہبان ثابت نہ ہو سکے، مظلوم خلیفہ کی تڑپتی لاش پر قائم کردہ حکمرانی قبول کرنے سے لیکر جمل وصفین اور نہروان میں ایک لاکھ کے لگ بھگ مسلمانوں کے کشت وخون تک تمام ہی واقعات اس حقیقت کا منہ بولتا تاریخی ثبوت ہیں، روایت سازی اور تاریخ نویسی کے دور میں اس ناکامی اور کمزوری کو روایات کی بھرمار سے پورا کرنے کی کوشش کی گئی، الخ

(حق تحقیق ص۴۵ بحوالہ خارجی فتنہ ج۱ ص۱۱۴)

(۴) عظیم صدیقی صاحب نے "حیات سیدنا یزید" کے نام سے کتاب بھی لکھی ہے جس میں موصوف نے (۱) یزید کی خلافت راشدہ کے اثبات (۲) حضرت علیؓ کے عہد خلافت کو عبوری دور قرار دے کر انکی خلافت راشدہ کے انکار (۳) اور حضرات حسنینؓ کی صحابیت کی نفی کی بھرپور ومنہ توڑ کوشش کی ہے،

اسمیں انہوں نے سید محمد انیس کی ایک نظم "امیر المؤمنین سیدنا یزید رحمۃ اللہ علیہ" کے عنوان سے درج کی ہے جس کے چند اشعار ملاحظہ فرمالیں،

ہر آن رہبر تھی ہدایت یزید کی	کیوں راشدہ نہ ہوگی خلافت یزید کی
چھینیں جو مال ان پہ مسلسل نوازشات	احسان معاویہؓ کے عنایت یزید کی
لازم تھی مومنین پہ قرآں سے پوچھئے	اللہ کی، نبی کی، اطاعت یزید کی
مانو نہ مانو تم، مگر دنیا نے مان لی	دانش معاویہؓ کی خلافت یزید کی (ص۳۰)

مال چھیننے کا اشارہ حضرت امام حسینؓ کی طرف ہے، اس کی تفصیل ہمارے دوسرے مضمون "حکیم محمود احمد ظفر اور انکی خارجیت"، میں ملاحظہ فرمالیں،

(۵) سیدنا علیؓ کی ساڑھے چار سالہ آزمائشی وعبوری حکمرانی میں الخ

(حیات سیدنا یزید ص۱ وکتاب صدیقہ کائنات پر تقریظ ص۸)

ابویزید بٹ

(۱) یزید کے نام کیساتھ "رضی اللہ عنہ" لکھنے کا جواز پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام کی شان و بزرگی کے پیش نظر اور ان بزرگوں کے مرتبے اور عزت کی خاطر ان کے امیر اور امام (یزید کو) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا از حد ضروری ہے، ورنہ ان بزرگوں کی شان میں گستاخی ہوگی،

(خلافت رشید بن رشید امیر المومنین سیدنا یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص۴۴)

بٹ صاحب کے نزدیک صحابہ کرامؓ کے شان وبزرگی کے احترام کے پیش نظر یزید کو تو رضی اللہ عنہ کہنا از حد ضروری ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شان وبزرگی کے احترام کے باوجود اہلبیت رسول کا جو مقام ہے وہ بھی ملاحظہ فرمالیں،

(۲) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بھوک سے تنگ آکر میں مزدوری کیلئے گھر سے نکلا، ایک عورت ملی جو مٹی کے ڈھیلے اکٹھے کر رہی تھی میں نے اندازہ کیا کہ یہ انہیں بھگونا چاہتی ہے میں نے اس سے ایک ڈول پانی کے بدلے ایک کھجور کی اجرت طے کی، سولہ ڈول

Scanned with CamScanner

پانی کے بھرے، جس سے میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے (واہ رے جوانی) اس نے مجھے سولہ کھجوریں دیں (رسول اللہ کے خسر اور داماد صـ۳۰۴)

(۳) حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ حضور رات آئے اور حضرت فاطمہؓ اور ان کو فرمایا کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے، حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ ہماری جانیں خدا کے قبضہ میں ہیں، جب اٹھاتا ہے ہم اٹھتے ہیں، حضور سن کر واپس چلے گئے، اور فرمایا وکان الانسان اکثر شیئ جدلاً۔ ۔ ۔ ۔ حضرت علیؓ کے اس جواب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازحد ناراض ہوتے، کیونکہ انسان اس طرح اپنی سستی اور غفلت بلکہ اس سے آگے بڑھ کر اپنے گناہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتا ہے، تب ہی تو حضورؐ نے غصہ سے اپنی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا، یہ انسان بہت جھگڑالو ہے۔ (ایضاً صـ۳۰)

اس کے علاوہ موصوف نے تین چیزوں کے اثبات کیلئے ایڑی چوٹی کا زور قلم صرف فرمایا ہے۔

۱۔ حضرت فاطمہؓ کے بارے میں جمہور اہلسنت والجماعت کا جو یہ نظریہ ہے کہ وہ نبی علیہ السلام کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں اور بعثت کے بعد ان کی ولادت ہوئی ہے، ان کی بعد از بعثت ولادت کے شرف کا انکار کرنے کیلئے بٹ صاحب نے حضرت فاطمہؓ کی بجائے ام کلثومؓ کو حضورؐ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

۲۔ حضرت حسینؓ کی ولادت ۸ھ ہجری کے بعد قرار دے کر انکی صحابیت کا انکار کرنے پر زور قلم صرف کیا ہے۔

۳۔ بعثت کے وقت حضرت علیؓ کی عمر (دس سال کی بجائے) پانچ سال قرار دیکر بچوں میں سے سب سے پہلے ان کے ایمان قبول کرنے کے شرف سے انکار کی کوشش کی ہے،

عزیر احمد صدیقی

(۱) یہ کتاب (بخاری شریف) قرآن کے بعد سب سے زیادہ سچی کتاب کہلاتی ہے، کیونکہ یہ قرآن کی ناسخ ہے۔ مسلمان حدیث کو قرآن پر جو ترجیح دیتے ہیں، اس لئے دیتے ہیں کہ اسمیں مزیدار باتیں ہیں، جو قرآن میں نہیں ہیں۔ (ام المومنین سیدہ خدیجہؓ صـ۹)

(۲) ہماری تاریخ ہماری فقہ، ہماری روایات یعنی حدیثیں اور تفسیریں سب مجوسیوں نے تیار کی ہیں، (دانمٹ باتیں صـ۶)

(۳) تبرکات بخاری کے تحت لکھتے ہیں کہ

اب دیکھئے (امام) بخاری صاحب نے اپنے مجوسی معاشرہ کی حرام کاری، عیاشی اور بدکاری کو کس خوبی سے مشرف باسلام فرمایا ہے۔ (ایضاً صـ۱۰۴)

(۴) پس ختم نبوت کا نعرہ لگانا اپنی شیعیت کا اعتراف کرنا ہے، اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ ہمارا مولوی شیعیت کی پیداوار ہے، (ایضاً صـ ۱۴/۱۵ حاشیہ)

(۵) یہاں (غزوہ خیبر کے موقع پر) بھی حضرت علیؓ کو اسلامی فوج کا علم دیا گیا، وہ اپنی جسمانی معذوری کی وجہ سے علم برداری کے سوا کچھ کر بھی کہاں پاتے، (اہل بیت رسول یا پنجتن صـ۴۲)

(۶) وہ (صحابہ کرام) کسی مشرکانہ خفیہ تحریک میں کیسے شامل ہو سکتے تھے، خواہ وہ حضرت علیؓ کی معرفت ہی اسلام میں لائی جا رہی ہو، بدقسمتی سے حضرت علیؓ ایک کمزور اور معذور فرد ہوتے ہوئے بھی محض اپنے پروہتی ورثہ کی بنیاد پر اقتدار اور لیڈری کے خواب دیکھتے تھے، انہیں اپنی نسلی قرابت پر ناز تھا، یہودیوں اور مزدکیوں نے ان کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھایا، انہیں مدینہ سے اغوا کر کے لے گئے اور کوفہ میں بٹھا کر انہیں بابل اور نینوا کی میراث دیدی، اسطرح کوفی اسلام کی بنیاد پڑ گئی (مقدمہ شمائل علیؓ صـ)

(۷) پھر ہم دیکھتے ہیں کہ بنو ہاشم اسلام لانے کے بعد بھی کوئی مناصب حاصل نہ کر سکے، اس کی وجہ یہی تھی کہ عباس عقیل، جعفر و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی متولیانہ و مشائخانہ تربیت کی وجہ سے انتظامی امور کے اہل نہ تھے۔

Scanned with CamScanner

اور جو کام وہ جانتے تھے اس کی نئے دین کی وجہ سے کوئی ضرورت
باقی نہ رہی تھی اسی لئے یہ حضرات زندگی بھر وثیقے پاتے رہے
جو خلفائے راشدین نے بھی حسب حال جاری رکھے ۔
(حیات سیدنا سکینہ صہ ۴۹)

(۸) سیدنا عثمان غنی کے آخری ایام خلافت میں ایک یمنی یہودی
مدینہ آیا۔ اس نے سیدنا علیؓ کو حکومت سے شاکی اور خلافت
کیلئے بے چین پایا، وہ ان کا ہمدرد بن گیا، سیدنا علیؓ اس کے
کید کو نہ سمجھ سکے، اپنے دل کا حال اگل دیا، یہودی نے کہا
بھئی خوب بنی امیّہ کا یہ ستر سالہ بڈھا گدی چھوڑنے کو راضی نہیں
اور بنو ہاشم خود رسول کے خاندانی لوگ ہیں، صرف وظیفے پر بسر
کر رہے ہیں، اجی خلافت آپ کا حق ہے، ہم آپ کو حق دلائیں
گے حکم کیجئے اور دیکھئے، غالباً وہ حکم مل گیا۔ تو یہودی فوراً
عراق کی طرف روانہ ہو گیا بہت سے مجوسی مسلمان بنے
بیٹھے تھے، چند ماہ بعد ہی یہودی اپنے تین ہزار آزمودہ کار
چیلے لے کر زمانہ حج میں جب مدینہ خالی تھا، دارالخلافہ میں
گھس آیا اور خلیفہ مظلوم کو شہید کر کے، تاجِ خلافت بنو ہاشم
کے سپوت کے قدموں میں ڈال کر داد کا طالب ہوا ،
(ایضاً صہ ۴۹)

(۹) جب خلفائے اسلام اس اسلامی ریاست کے سیاسی استحکام
میں مصروف تھے اور علیؓ ان کیلئے سازشوں کے جال
بچھا رہے تھے، ام المؤمنین صرف اشاعت دین میں مصروف
تھیں ، (حیات ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ صہ ۵)

(۱۰) علی مرتضیٰ نے ایرانی مجوسیوں کی مدد سے حکومت حاصل کی تھی
اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف نہ کیا، خود ان کے ہی ایک پرستار
کے ہاتھوں انہیں ختم کر دیا، پھر حکومت کبھی انکی نسل
میں نہ آسکی، یہ ام المؤمنین کی بد دعا تھی۔ (ایضاً صہ ۵۹)

ان حوالہ جات کی روشنی میں اس خطرناک خارجی تحریک کے مقاصد
کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ آخر
اس تحریک کا تعاقب کر کے اہلبیت رسول کی عظمت کا تحفظ کون کریگا؟
کیا یہ صرف تحریک خدام اہلسنت والجماعت کی ذمہ داری ہے ؟

شاہد فاروق رکن مجلس شوریٰ سنی تحریک طلبہ گوجرانوالہ ڈویژن

Scanned with CamScanner

پاکستان میں خارجیت کا طوفان

افادات: قائد اہل السنت وکیلِ صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم
مرتبہ: ماسٹر منظور حسین عفی عنہٗ ساہیوال (سرگودھا)

پاکستان میں اہل السنت والجماعت کی عمومی غفلت، کوتاہ اندیشی اور تبلیغی و تنظیمی کمزوریوں کی وجہ سے جہاں اسلام کے نام پر شیعیت و مودودیت بڑھ رہی ہے وہاں خارجیت و ناصبیت کے فروغ کی راہیں ہموار ہو رہی ہیں اور طرفہ تماشا یہ کہ یہ لوگ اہلسنت والجماعت کے نام و عنوان سے اپنا کام کرتے ہیں اور دینی عربی مدارس میں اپنا مخصوص ذہن پھیلا رہے ہیں۔

پاکستان میں خارجی تحریک کا ظہور محمود احمد عباسی صاحب کی کتاب "خلافت معاویہؓ و یزید" سے ہوا ہے لیکن اس کے اس ذہن کے اور مصنف بھی اصلاحِ امت کی خاطر میدان میں جلوہ گر ہو رہے ہیں اور اب یہ تحریک عباسی صاحب کے شاگردوں اور تلامذہ کے ذریعے برگ و بار لا رہی ہے جیسا کہ عباسی صاحب سے سب سے زیادہ فیض پانے والے شاگرد (کراچی کے) عزیز احمد صاحب صدیقی "شکرانۂ توفیق" کے تحت رسالہ "قرآن اور مسلمان" میں لکھتے ہیں:

"اللہ عزّوجلّ کا لاکھ لاکھ احسان ہے جس نے پاکستان میں علّامہ محمود احمد عباسی کو ۷۸-۸۰ سال کی عمر میں تاریخِ اسلام کے چہرے سے گندگی اور گرد و غبار دُور کرنے اور معصیت کے داغ دھبے دُور کرنے کی توفیق بخشی۔ موصوف نے پندرہ کے عرصے میں نہ صرف "خلافت معاویہؓ و یزید" "تحقیق مزید" "حقیقت سیدہ و سادات" "حقیقت خلافت و ملوکیت" "مقتلِ حسینؓ اور ام ہانیؓ جیسی ایمان افروز تحقیقات پیش کیں بلکہ اپنے شاگردوں کا بڑا حلقہ تیار کر دیا جس نے تحقیق و تردید سبائیت و باطنیت کو اپنا مقصدِ زندگی بنا لیا جن میں حسبِ ذیل قابلِ ذکر ہیں۔

۱۔ عُزیر احمد صدیقی ۲۔ محمد سلطان نظامی لاہور ۳۔ ابو یزید بٹ لاہور تالیفات" رشید ابن رشید" وغیرہ ۴۔ حکیم فیض عالم صدیقی جہلم ۵۔ ایم بی جے۔ آنا مؤلف خدا پرستی سے انسان پرستی" تک" وغیرہ ۶ مولوی محمد اسحٰق صدیقی ندوی کراچی مؤلف" اظہار حقیقت بجواب خلافت و ملوکیت" ۲ جلد

۷۔ ثناء الحق صدیقی کراچی ۸۔ مولوی عظیم الدین تالیفات" علی المرتضیٰ" "حادثہ کربلا" "امیر المومنین یزید" وغیرہ

(قرآن اور مسلمان ص۱۵)

چونکہ اہلسنّت والجماعت حضرات اہل بیت (حضرت علی، حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو ازروئے حدیث اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم کرتے ہیں۔ گو ازروئے قرآن سورۂ احزاب کی آیت تطہیر کے تحت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سب پاک بیویاں ہیں اور قرآنی الفاظ کی بنا پر ہی ان کو ازواجِ مطہراتؓ (پاک کی ہوئی بیویاں) کہتے ہیں۔ ان دونوں کو اپنے اپنے مرتبہ میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب و مقبول ماننا اور ان سے قلبی محبت رکھنا اور ان کی شان کے لائق تعظیم و توقیر کرنا اہل السنت والجماعت کے ایمان کا جزو ہے۔

لیکن برعکس اس کے محمود احمد عباسی کا یہ خارجی گروہ تحریر و تقریر کے ذریعے یہی تحریک چلا رہا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضؓ وغیرہ حضرات اہلبیتؓ کی تنقیص و توہین کی جائے اور اہلسنّت والجماعت کے دلوں میں آہستہ آہستہ ان کی نفرت پیدا کی جائے۔ اگر عباسی گروہ کے شائع کردہ لٹریچر کو دیکھا جائے تو یہ حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے کہ نواصب اور خوارج کی جو علامات و صفات علمائے اہلسنّت والجماعت کی تصانیف میں مذکور ہیں اس کا مصداق دورِ حاضر میں محمود احمد صاحب عباسی اور ان کا گروہ ہے اور اسی مشن پر وہ ہر پہلو سے محنت کر رہے ہیں۔

ناظرین کرام! اس گروہ کی تصانیف سے بطورِ نمونہ حسبِ ذیل عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی توہین و تنقیص

۱۔ مجدد خارجیت محمود احمد عباسی، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اقدامِ خروج پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

ایرانی شدید تعصب نے اس تصویر میں خد و خال بھرے اور (حضرت) حسینؓ کو بجائے

ایک معمولی قسمت آزما کے جو ایک انوکھی لغزش دختلائے ذہنی اور قریب قریب غیر معمولی حُبِ جاہ کے کارن ہلاکت کی جانب تیزگامی سے رواں دواں ہو ولی اللہ کے روپ میں پیش کیا۔"

(خلافت معاویہ رض و یزید)

۲۔ حضرت حسین رض کو طالبِ جاہ و اقتدار (نہ کہ مخلص فی الدین) قرار دیتے ہوئے عباسی صاحب اپنے ممدوح ایک غیر مسلم مؤرخ دوزی صاحب کا حسبِ ذیل تبصرہ اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں کہ:

"حضرت حسین رض کے دُوراندیش دوستوں نے لاکھ منت سماجت کی کہ ایسی خطرناک مہم کے اندر ناعاقبت اندیشانہ اپنے کو جوکھم میں نہ ڈالیں اور ان لوگوں کے مواعید اور مصنوعی جوش و ولولہ پر اعتماد نہ کریں جنہوں نے ان کے والد (حضرت علی رض) سے دغا کی اور ان کو دھوکہ دیا۔ مگر حسین رض نے حبِّ جاہ کی مہلک ترغیبات پر کان دھرنے کو ترجیح دی اور ان لاتعداد خطوط و دعوت ناموں کی فخریہ طور پر نمائش کرتے رہے جن ان کو وصول ہوئے تھے اور جن کی تعداد جیسا شیخی سے کہتے تھے کہ ایک اونٹ کے بوجھ کے مساوی تھی۔"

(خلافت معاویہ و یزید صفحہ ۱۹۵)

قارئین کرام! اندازہ فرمائیں کہ عباسی صاحب کے نزدیک امام حسین رض تو حبِ جاہ کی مہلک ترغیبات سے مرعوب ہو جاتے ہیں اور شیخی بگھارتے ہیں، جو ایک جلیل القدر صحابی ہیں جن کو دربارِ رسالت سے جوانانِ بہشت کی سرداری کی بشارت ملی؟ ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ عباسی صاحب ابن زیاد کی نیک نیتی کے تو قائل ہیں لیکن حضرت حسین رض کے خلوص کے قائل نہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

"عبید اللہ بن زیاد کی نیک نیتی کا بیّن ثبوت تو ان ہی راویوں کے اس بیان سے ملتا ہے کہ مسلم بن عقیل نے اپنے آخری وقت جو وصیت ابن زیاد کو کی۔" (ایضاً صفحہ ۲۲۴)

۳۔ یزید کی حمایت اور حضرت حسین رض کے خلاف عباسی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"حضرت علی رض کی تلوار اگر ام المومنین عائشہ صدیقہ رض زوجہ مطہرہ حبیبہ رسول صلوات اللہ علیہا کے خلاف بے نیام ہو سکتی ہے ... تو حضرت حسین رض کے خلاف تلوار کیوں نہیں اٹھائی جا سکتی جن کی دعوت محض یہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ اور حضرت علی رض کا فرزند ہونے کی حیثیت سے خلیفہ انہیں بنایا جائے باوجود اس کے ان کے خلاف شروع سے متشددانہ کارروائی نہیں کی گئی حالانکہ

اصولاً یہ مطالبہ ایسا تھا کہ نہ کتاب اللہ سے ان کی کوئی سند پیش کی جا سکتی ہے نہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے، نہ تعامل خلفائے راشدین اور ائمہ اہل بیت سے۔ یہی وجہ ہے کہ امت اس نظریہ پر مجتمع نہیں ہوئی بلکہ کسی درجہ میں بھی اسے قابلِ اعتنا نہیں سمجھا حتیٰ کہ ان لوگوں نے بھی جو اپنی دانست میں خلافت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبی وراثت سمجھتے تھے۔" (ایضاً ص ۲۰۲)

عباسی صاحب کا یہ نظریہ حضرت حسین رض کے خلوص و تقویٰ کے انکار پر مبنی ہے کیونکہ اگر حضرت علی المرتضیٰ رض اور حضرت حسین رض موروثی خلافت کے قائل ہوتے تو پھر حضرات خلفائے ثلاثہ رض کی خلافت راشدہ کو کیوں تسلیم کرتے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنی خلافت حضرت معاویہ رض کے کیوں سپرد کرتے؟

۴۔ عباسی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"یہ خطوط جو شیعہ مؤرخین نے درج کیے ہیں مسکت ثبوت ہیں اس بات کا کہ حضرت حسین رض کا اقدام محض سیاسی اقتدار کے حصول کے لیے تھا" (ایضاً ص ۱۲۲ و ص ۴۶۸)

۵۔ حضرت حسین رض کا اقدام سیاسی انقلاب پیدا کر کے اپنی حکومت قائم کرنے ہی کی غرض سے تھا اسی لیے خروج سے تعبیر کیا گیا۔" (ایضاً ص ۴۵۱)

۶۔ ظاہر ہے کہ حضرت حسین کے یہ بھائی ان کے خروج کو طلبِ حکومت و خلافت ہی کا ایسا اقدام سمجھتے تھے جو کسی طرح جائز و مناسب نہ تھا"۔ (ایضاً ص ۱۲۹)

۷۔ حضرتِ حسین رض و حضرت عبد اللہ بن زبیر رض کے خلوص کی نفی

عباسی صاحب لکھتے ہیں:

"اس طرح کے بعض اور واقعات ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت حسین رض اور ابن زبیر رض جو بعد میں طالبِ خلافت ہوئے امیر یزید کی بیعت خلافت کی تحریک کے پہلے ہی سے حکومت کے خلاف حریفانہ روش رکھتے تھے، حضرت معاویہ رض کے مرنے کے منتظر تھے اور اپنے طرفداروں سے یہ کہہ رکھا تھا کہ اس وقت تک خاموش گھروں میں بیٹھے رہو کہ "مادام ھذا الرجل حیا جب تک یہ شخص زندہ ہے"۔ (تحقیق مزید ص ۱۰۴)

یہاں عباسی صاحب نے محض یزید کی شخصیت کے تحفظ کے لیے ان دونوں جلیل القدر صحابہ رض حضرت امام حسین رض اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رض کے خلوص پر حملہ کیا۔ ہے کہ عباسی صاحب ان کو مخلص و متقی نہیں

مانتے بلکہ ان کو محض حصولِ اقتدار کا خواہش مند قرار دیتے ہیں العیاذ باللہ۔

۸۔ حکیم فیض عالم صدیقی (تلمیذ عباسی) حضرت امام حسین رض کے متعلق یوں زہرافشانی فرماتے ہیں کہ:

"درحقیقت آپ برشام کے مریض تھے اور اس مرض کے مریض اوّل تو مر جاتے ہیں ورنہ پاگل ہو جاتے ہیں اور اگر بچ بھی نکلیں تو ان کی زبان لکنت آمیز ہو جاتی ہے اور ذہن کما حقہ سوچنے سمجھنے کی قوتوں سے محروم ہو جاتا ہے" (خلافتِ راشدہ صـ ۱۴۶)

۹۔ **حضرت حسن رض کی توہین**: امام حسن رض کے متعلق لکھتے ہیں کہ (ان کی موت) کثرتِ جماع اور ذیابطیس اور تپ محرقہ سے ہوئی۔ (ایضاً صـ ۹۵)

۱۰۔ **حضرت حسین رض کی صحابیت کا انکار**: ا۔ محمود احمد عباسی لکھتے ہیں:

"پس ان تصریحات سے جب حضرت حسین رض کا وفاتِ نبوی ؐ کے وقت چار پانچ سال کا ہونا ثابت ہے تو صحابیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا چہ جائیکہ صحابی جلیل ہونے کا"

(خلافت معاویہ رض و یزید صـ ۲۴)

نیز لکھتے ہیں۔ "اتنی چھوٹی سی عمر سنِ تمیز کی عمر نہیں ہوتی۔ بعض ائمہ نے تو ان کے بڑے بھائی حضرت حسن رض کو جو ان سے سال بھر کے قریب بڑے تھے زمرۂ صحابہ رض کے بجائے تابعین میں شامل کیا ہے۔" (خلافت معاویہ و یزید صـ ۱۴۶)

ب) عباسی صاحب کے تلمیذ خاص مولوی عظیم الدین صاحب رقم طراز ہیں کہ:

"تاریخی حقائق کے پیش نظر رسول اکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی وفات ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کے موقع پر حضرت حسن رض اور حضرت حسین رض کی عمر اس قدر کم ہے کہ انہیں صحبتِ نبوی ؐ سے فیضیاب ہونے کا موقع نہ مل سکا، بایں طور دونوں نواسے رسول کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے گود کھلائے تو کہے جا سکتے ہیں صحابی نہیں۔" (حق تحقیق صـ ۴۳)

اور اپنے رسالے "حادثۂ کربلا" میں مولوی عظیم الدین صاحب نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر بجائے رض کے رح کی نشانی لکھی ہے کیونکہ وہ حضرت حسین رض کو صحابی نہیں تسلیم کرتے۔

ج) عزیز احمد صدیقی (جو عباسی کے سب سے زیادہ فیض یافتہ ہیں) لکھتے ہیں:

"انہی مفسدوں نے حسن رض و حسین رض اور علی المرتضیٰ رض کو صحابی رسول بتایا ہے جبکہ صحابی کے معنی

Scanned with CamScanner

دوست، آشنا، یار، وفادار، ساتھی اور جاں نثار رفیق کے ہیں۔ قرآن نے یہ خطاب صرف صدیق اکبر رض کو دیا تھا۔ ہمارے یہودی اور مجوسی مؤرخ فساد پیدا کرنے کے لیے ہمارے رسول کے داماد اور نواسوں (اسباط) کو ان کا یار بتا گئے۔" (چار یاری تجھ ص۱۴)

۱۱۔ **حضرت ابوبکر رض سے حضرت علی رض کا بیر:** نذیر احمد شاکر اپنی کتاب "شمائل علی رض" (جس کا مقدمہ عزیز احمد صدیقی نے لکھا ہے) میں لکھتے ہیں:

"اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت علی رض نے لوگوں کے دکھاوے کے لیے بیعت عامہ کے دن حضرت ابوبکر رض کی بیعت کی مگر دل سے ان سے بیر رکھتے تھے۔" (ص۱۲۱)

یہی بات شیعہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت علی نے دل سے نہیں بلکہ از روئے تقیہ بیعت کی تھی۔ پھر دونوں میں کیا فرق رہا؟

۱۲۔ **حضرت عثمان رض اور حضرت علی رض کی مخالفت:** ا۔ محمود احمد عباسی لکھتے ہیں کہ:

"حضرت علی رض کی حضرت عثمان رض سے مخالفت اس قدر نمایاں تھی کہ ان کے عزیز و قریب ان کا مدینہ میں رہنا اس نازک وقت میں مناسب نہ سمجھتے تھے۔" (تحقیق مزید ص۸۴)

ب۔ عزیز احمد صدیقی لکھتے ہیں: سیدنا عثمان رض کے آخری ایامِ خلافت میں ایک یمنی یہودی مدینے آیا اس نے سیدنا علی رض کو حکومت سے شاکی اور خلافت کے لیے بے چین پایا وہ ان کا ہمدرد بن گیا۔ سیدنا علی رض اس کے کید کو نہ سمجھ سکے۔ اپنے دل کا حال اگل دیا۔ یہودی نے کہا بھئی خوب بنی امیہ کا یہ ستر سالہ بوڑھا گدی چھوڑنے کو راضی نہیں اور بنو ہاشم جو رسول کے خاندانی لوگ ہیں صرف وظیفے پر بسر کر رہے ہیں، اجی خلافت آپ کا حق ہے۔ ہم آپ کو حق دلائیں گے حکم کیجیے اور دیکھیے اور غالباً وہ حکم فوراً مل گیا تو یہودی فوراً عراق کی طرف روانہ ہو گیا۔ بہت سے مجوسی مسلمان بنے بیٹھے تھے۔ چند ماہ بعد ہی یہودی اپنے تین ہزار آزمودہ کار چیلے لے کر زمانۂ حج میں جب مدینہ خالی تھا دارالخلافہ میں گھس آیا اور خلیفۂ مظلوم کو شہید کر کے تاجِ خلافت بنو ہاشم کے سپوت کے قدموں میں ڈال کر داد کا طالب ہوا۔"

(حیات سیدنا سکینہ بنت سیدنا حسین رض شہید کربلا ص۴۹)

ج۔ مولوی عظیم الدین صدیقی لکھتے ہیں کہ:

"خلافتِ راشدہ کے پورے دور میں سیدنا علیؓ اور ان کی سیاسی پارٹی کی حیثیت حزبِ اختلاف کی سی رہی۔" (حق تحقیق ص۶)

اور یہی بات شیعہ بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ "جلاء العیون" کے مترجم شیعہ مولوی سید ظہور الحسن شاہ کوثر بھیرلوی مقدمہ "جلاء العیون ص۲۷ میں لکھتے ہیں:

یہی گروہ سقیفہ بنی ساعدہ آگے چل کر حزبِ اقتدار کے نام سے موسوم ہوا اور جنازہ رسولؐ کے ساتھ رہنے والے حزبِ اختلاف کے نام سے۔ حزبِ اقتدار کے لیڈر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ تھے اور حزبِ اختلاف کے رہنما حضرت علی علیہ السلام تھے۔"

۱۲۔ **حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کی دشمنی:** عزیز احمد صدیقی لکھتے ہیں کہ:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے واقعی امت کی ماں ہونے کا حق ادا کر دیا اور اسلام کو مجوسیوں کے شر سے بچا لیا تھا۔ آپ کا اقدام صحیح تھا یعنی حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنے ایرانی حامیوں کی مدد سے عثمان غنیؓ کے بڑھاپے اور شرافت سے فائدہ اُٹھا کر خلافت پر قبضہ کر لیا۔ ام المومنینؓ نے اس غداری اور سازش سے پردہ اٹھایا۔" (حیات ام المومنین ص۵۸) نیز لکھتے ہیں: "علی المرتضیٰ نے ایرانی مجوسیوں کی مدد سے حکومت حاصل کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف نہ کیا خود ان کے ہی ایک پرستار کے ہاتھوں انہیں ختم کر دیا۔ پھر حکومت کبھی ان کی نسل میں نہ آسکی۔ یہ ام المومنین کی بد دعا تھی۔ ام المومنین حضرت علی المرتضیٰؓ کے بعد ۱۸ سال زندہ رہیں اور خلیفہ رابع سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم اس عزت و احترام سے ہر موقع پر ام المومنین سے مشورہ کرتا رہا جیسے خلفاء ثلثہ کرتے تھے اور آپ کی عزت و مرتبہ کو بحال کر دیا جو ایک ناخلف بیٹے نے سرتابی کر کے مجروح کی تھی۔" (ایضاً ص۵۹)

۱۴۔ **حضرت علیؓ کی توہین:** ۱۔ عزیز احمد صدیقی لکھتے ہیں کہ:

"میں نے حضرت علیؓ کا یہ کلام پڑھا کہ: کَلَیثِ غاباتٍ کریہ المنظرۃ تو استاد مرحوم علامہ محمود احمد عباسی کے پاس گیا اور پوچھا کہ واقعی حضرت علیؓ اتنے بدشکل تھے کہ خود فرماتے ہیں میں جنگلی شیر کی طرح کریہ صورت ہوں۔ موصوف نے فرمایا نہیں یہ شریف رضی کی پُرکاری ہے۔ حضرت علیؓ کو شعر و شاعری سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔ وہ کوزہ پشت و خمیدہ ساق تھے۔ ان کے ہاتھ گھٹنوں سے نیچے لٹکتے تھے جس سے ان کو ذوالیدین کہا جاتا تھا۔ (دیباچہ مکاتیب علی و معاویہ ص۱۱) یہ شعر تو حضرت علیؓ کا ہے یا نہیں مگر

Scanned with CamScanner

عباسی صاحب نے حضرت علیؓ کو گبڑلا اور لنگڑا کہہ ہی دیا تاکہ ان کی شجاعت کی نفی کی جاسکے۔

ب جنگ خیبر کے متعلق لکھتے ہیں: یہاں بھی حضرت علیؓ کو اسلامی فوج کا علم دیا گیا۔ وہ اپنی جسمانی معذوری کی وجہ سے علمبرداری کے سوا کچھ کر بھی کہاں پاتے۔" (اہلبیت رسول یا پنجتن ص۴۲)

ج نذیر احمد شاکر" صدیوں بعد خاندان علیؓ کے افراد کی بدکاریوں وغیرہ کے حالات (صحیح ہیں یا غلط) لکھتے ہوئے آخر میں غلیظ نتیجہ نکالتے ہیں کہ:

"علوی حکومت کے نمونوں سے تاریخی کتابیں بھری پڑی ہیں جن کے پڑھنے سے ایک سچے مسلمان کا دل غم و غصہ سے بھر جاتا ہے اولادِ علیؓ میں حضرت علیؓ ہی کا خون دوڑ رہا تھا۔"

(شمائل علیؓ ص۱۱)

۱۵۔ حضرت علیؓ کی کردار کشی ۱۔ محمود احمد عباسی حضرت علیؓ کی خلافت کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

اُن کے ایام (خلافت) میں دین و ملت کا کوئی تعمیری کام نہ ہوا۔ الخ (تحقیق مزید ص۹۲)

۲۔ مولوی عظیم الدین لکھتے ہیں: امام سوم حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب باندازِ دیگر آپ برسرِ اقتدار لائے گئے تو دنیا نے دیکھ لیا کہ ذاتی و شخصی اور انفرادی قسم کے فضائل کے باوجود آپ اسلام اور مسلمان قوم کے کامیاب نگہبان ثابت نہ ہو سکے۔" (حق تحقیق ص۴۵)

۳۔ عزیز احمد صدیقی لکھتے ہیں:

"وہ (صحابہ کرامؓ) کسی مشرکانہ تحریک میں کیسے شامل ہو سکتے تھے خواہ وہ حضرت علیؓ کی معرفت ہی اسلام میں لائی جا رہی تھی۔ بدقسمتی سے حضرت علیؓ ایک کمزور اور معذور فرد ہوتے ہوئے بھی محض اپنے پروہتے ورثے کی بنیاد پر اقتدار اور لیڈری کے خواب دیکھتے تھے۔ ان کو اپنی نسبت قرابت پر ناز تھا۔ یہودیوں اور مزدکیوں نے ان کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھایا۔ انہیں مدینہ سے اغوا کر کے لے گئے اور کوفہ میں بٹھا کر انہیں بابل اور نینوا کی میراث دے دی۔ اس طرح کوفی اسلام کی بنیاد پڑی۔" (مقدمہ شمائل علیؓ)

۴۔ یہی صاحب لکھتے ہیں کہ: "ہم دیکھتے ہیں کہ... عقیل و جعفر و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی متولیانہ و مشائخانہ تربیت کی وجہ سے انتظامی امور کے اہل نہ تھے۔ اس لیے یہ حضرات زندگی بھر وثیقے پاتے رہے جو خلفائے راشدین نے بھی حسب حال جاری رکھے۔ (حیات سیدنا سکینہ ص۴۹)

Scanned with CamScanner

۵۔ مولانا محمد اسحٰق سندیلوی لکھتے ہیں کہ: ا۔ دانشمندی کا تقاضا یہی نظر آتا ہے کہ انہیں (حضرت معاویہؓ کو) معزول نہ کیا جاتا... انہیں معزول کرنا اس وقت نہ ضروری معلوم ہوتا ہے نہ قرین تدبر و مصلحت۔"

(اظہارِ حقیقت ص۱۹۶)

ب۔ حضرت علیؓ نے جو حضرت معاویہؓ کو معزول کیا ان کا یہ اقدام تقاضائے دانشمندی اور تدبر و مصلحت کے خلاف تھا۔" (ایضاً ص۳۸۱)

ج۔ حضرت علیؓ کے دوبارہ انتخاب نہ کرانے پر لکھتے ہیں کہ: اگر دوبارہ انتخاب ہو جاتا اور آزادانہ رائے دہی کا سب کو موقع ملتا تو باہمی اختلاف بھی ختم ہو جاتا، ان کی خلافت زیادہ مستحکم ہو جاتی اور مسلمانوں کی اتنی خونریزی نہ ہوتی، پھر حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کی تجویز کیوں نہ مانی۔"

(اظہارِ حقیقت ۴۲۲)

د۔ حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کی تجویز کیوں منظور نہ فرمائی؟ حقیقت یہ ہے کہ اگر دوبارہ انتخاب ہوتا اور آزادانہ ہوتا تو حضرت علیؓ کی کامیابی اور ناکامی کے امکانات برابر ہوتے۔ (ایضاً ص۴۲۲)

ر۔ واقعات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں حضرت معاویہؓ اقرب الی الحق تھے کیونکہ انہوں نے تا بامکان جنگ کو ٹالنے کی کوشش کی۔" (ایضاً ص۴۴۵)

ز۔ حضرت علیؓ کے متعلق لکھتے ہیں کہ: "آں محترم نے جو اصحابِ جمل و اصحابِ صفین سے جنگ کرنے کا فیصلہ فرمایا یہ موصوف کی اجتہادی غلطی تھی۔" (اظہارِ حقیقت جلد ۲ ص۴۴۸)

س۔ حضرت معاویہؓ کو معزول کرنے میں عجلت فرمانا حضرت علیؓ کی سیاسی غلطی تھی۔ (ایضاً ص۹۳)

۶۔ حضرت علیؓ کے کام منشاء و حکمِ رسولؐ کے خلاف

مولانا سندیلوی کے ممدوح مولانا سراج الحق مچھلی شہری (جن کے رسالہ" مولانا مودودی اور سیدنا.... عثمانؓ سے متعلق" سندیلوی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

موصوف نے مضمون کے اس حصہ کا نہایت محققانہ مدلل مسکت جواب دیا ہے جس میں مودودی صاحب نے حضرت عثمان ذوالنورین کرم اللہ وجہہ پر بالکل بے جا اور نامنصفانہ اعتراضات کیے ہیں۔" اظہارِ حقیقت جلد اوّل ص۱۶)

حضرت علیؓ پر معترض ہوتے ہوئے لکھتے ہیں:

Scanned with CamScanner

تاریخ و آثار خبر دیتی ہیں کہ حضرت علی رضہ ان کوفیوں پر اتنا اعتماد کرتے تھے کہ اگر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضہ، سیدنا حسن رضہ، سیدنا ابن عباس رضہ نے کوئی مشورہ دیا ہے (مثلاً یہ کہ عمال عثمان کو یک قلم معزول نہ کیجئے) تو سیدنا علی رضہ نے اس کو نہ مانا اور اشتر نخعی جیسے بد باطن کوفیوں کے مشورہ پر عمل کیا۔ یہ کام ان سے حکم رسول کے خلاف سرزد ہوا۔ (صلا ٦٦)

ب صلح حدیبیہ میں حضور نے قصاص عثمان پر سب سے بیعت لی۔ سیدنا علی رضہ سے بھی بیعت لی قصاص عثمان رضہ لیا جانا عین منشاء نبوی بلکہ منشاء خداوندی تھا۔ اس کا موقع گرچہ اس وقت حاصل نہ ہو سکا مگر اس کی بیعت حضرت علی رضہ کی گردن میں تھی۔ شہادت عثمان رضہ کے بعد سے صحابہ رضہ نے جن میں طلحہ رضہ و زبیر رضہ و سیدہ عائشہ رضہ و امیر معاویہ رضہ وغیرہ شامل تھے قصاص عثمانی کی بیعت نبوی کو یاد کر کے بالاتفاق کہا کہ سیدنا عثمان رضہ کا قصاص لینا چاہیئے یعنی یاد دلایا کہ اب بیعت سے عہدہ برآ ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ اس موقع پر بھی حضرت علی رضہ نے قصاص نہ لیا نہ اس کا ارادہ کیا بلکہ سیدہ عائشہ رضہ جو قصاص عثمانی ہی کے لیے اٹھی تھیں ان سے جنگ کرنے لگے۔ یہ کام سیدنا علی رضہ کا منشاء رسول کے خلاف ہوا۔ اس غلط اجتہاد پر مؤاخذہ تو نہ ہوگا مگر عملی دنیا میں تو امت کو اس سے نقصان پہنچ کر رہا۔ (صلا ٦٦)

۷۔ **حضرت علی رضہ کی خلافت راشدہ کا انکار:** ۱۔ محمود احمد عباسی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح پر الزام لگاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"حضرت عثمان رضہ کی شہادت کے بعد رشد خلافت کیا خلافت خاصہ علیٰ منہاج النبوۃ کا زمانہ ہی ختم ہو کر زمانہ شر شروع ہو گیا تھا۔" (خلافت معاویہ رضہ و یزید صلا ۲۵)

۲۔ حکیم فیض عالم صدیقی لکھتے ہیں کہ: "خلافت نبوت کا خاتمہ سیدنا ذوالنورین کی شہادت پر ہو گیا۔ حضرت علی رضہ کی نام نہاد خلافت ایک عبوری (یعنی عارضی) دور تھا۔" (سادات بنی رقیہ صلا ۴۵)

نیز حکیم صاحب حضرت میاں نذیر حسین دہلوی رح کے یہ الفاظ نقل کر کے کہ "اور نہ حضرت علی رضہ کی خلافت اس سے ناجائز ہوئی" لکھتے ہیں: "مگر جائز ہی کہاں ہوئی۔ کیا اس لیے جائز ہوئی کہ قاتلین عثمان رضہ نے انہیں خلیفہ منتخب کیا تھا۔" (ایضاً صلا ۴۷) نیز لکھتے ہیں کہ: سیدنا علی رضہ کی نام نہاد خلافت نہ تو قرآنی معیار پر پوری اترتی دکھائی دیتی ہے نہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی خلافت کے متعلق

Scanned with CamScanner

اشارہ فرمایا ہے تو آج کے ان بزعم خویش مولاناؤں کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ وہ سیدنا علی رضہ کو خلافت راشدہ میں شمار کر کے بالواسطہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی تکذیب کریں۔ (خلافت راشدہ صـ۶۳) اور لکھتے ہیں کہ ... حضرت علی رضہ خود ساختہ خلیفہ ہیں۔ خلافت راشدہ میں ان کا کوئی حصہ نہیں" (ایضاً)

۳۔ مولانا محمد اسحٰق سندیلوی لکھتے ہیں کہ: "ان حالات پر نظر کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت علی کی ... خلافت کی نوعیت ہنگامی (EMERGENCY) خلافت تھی"۔

(اظہار حقیقت ج ۲ صـ۱۸۸)

۴۔ مولوی عظیم الدین لکھتے ہیں کہ: چونکہ حضرت علی رضہ کا صحابی ہونا محتاج تعارف نہیں اس لیے لازماً تسلیم کرنا پڑے گا کہ بلاشبہ ... آپ حضرات خلفائے راشدین سیدنا ابوبکر رضہ، سیدنا عمر رضہ، سیدنا عثمان رضہ اور سیدنا معاویہ رضہ نیز دیگر صحابہ کرام رضہ کی طرح اولئک ھم الراشدون میں شامل ہیں، اس لیے اگر حسب سابق پُرامن حالات میں ہم عصر امت کی حمایت سے خلافت ملتی تو یقیناً آپ بھی صحابی راشد کی طرح اسلامی خلافت کی ذمہ داریوں سے بحسن و خوبی عہدہ برا ہو سکتے تھے ... نوبت باین رسید کہ آخر دم تک آپ کی خلافت ہم عصر امت کی نگاہ میں نزاعی مسئلہ بنی رہی اور ایک لاکھ مسلمانوں کے خون کی ارزانی کے باوجود اسے قیام و استحکام نصیب نہ ہو سکا بلکہ دائرہ حکومت آدھے سے بھی کم ہو کر رہ گیا" (حیات سیدنا یزید صـ۱۶۲)

مندرجہ عبارت سے مصنف کا نظریہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت علی رضہ خلیفہ راشد نہ ثابت ہو سکے، حالانکہ اہلسنت کا اس پر اجماع ہے کہ آپ رضہ چوتھے خلیفہ راشد ہیں۔

۵۔ ابو یزید بٹ کی ایک کتاب "خلفائے ثلثہ" ہے۔ اس نام سے ہی واضح ہوتا ہے کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ کو چوتھا خلیفہ نہیں مانتے۔ اس رسالے میں انہوں میں تصریح کر دی ہے کہ آیت استخلاف کا مصداق صرف تین خلفاء ہیں۔

۶۔ حضرت امیر معاویہ چوتھے خلیفہ راشد ا۔ عزیز احمد صدیقی حضرت علی رضہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ: "وہ مسلمانوں کے خلیفہ نہ تھے ... البتہ چار سال بعد حضرت معاویہ رضہ نے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ

دوبارہ قائم کی۔ (حیات ام المومنین ص ۵۹)

۲۔ مولوی عظیم الدین صدیقی نے بھی اپنی کتاب "سیدنا یزید" میں متعدد بار خلفائے راشدین ثلثہ کا ہی نام لکھا ہے اور چوتھے نمبر پر حضرت امیر معاویہ رضہ ہی کا نام لکھا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"حضرات خلفاء راشدین حضرت ابوبکر رضہ، حضرت عمر فاروق رضہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضہ اور حضرت امیر معاویہ رضہ نیز دیگر خلفائے بنی امیہ کی خوش نصیبی کہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کا مصداق ہو کر دین اسلام کو سرسبز رکھنے کی توفیق ملی۔ (ص ۱۵۹) نیز اسی طرح لکھتے ہیں حضرات خلفائے راشدین سیدنا ابوبکر رضہ سیدنا عمر رضہ، سیدنا عثمان رضہ اور سیدنا معاویہ رضہ الخ (ایضاً ص ۱۶۲)

۹۔ حضرت معاویہ امام مفترض الطاعۃ (عباسی) محمود احمد عباسی نے تو یہاں تک غلو اختیار کیا ہے کہ حضرت معاویہ رضہ کو امام مفترض الطاعۃ قرار دے دیا۔ چنانچہ موصوف لکھتے ہیں:

"کاش انہوں (یعنی مودودی صاحب) نے سوچا ہوتا کہ جن بزرگوں نے امیرالمومنین سیدنا معاویہ رضہ پر اجماع کیا اور انہیں امام مفترض الطاعۃ جانا (یعنی ایسا امام جس کی اطاعت واجب ہے) وہ کس پایہ کے ہیں اور اللہ اور رسول اور جمہوریت کے نزدیک ان کا کیا درجہ ہے۔"

(خلافت معاویہ رضہ و یزید طبع چہارم ص ۳۶)

عباسی صاحب اور اس کا گروہ حضرت علی المرتضیٰ رضہ کی خلافت راشدہ کا تو انکار کرتے ہیں لیکن اس کے برعکس یزید کو خلیفہ راشد ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں مثلاً

۱۰۔ **یزید خلیفہ راشد** ۱۔ محمود احمد عباسی لکھتے ہیں کہ: "مملکت اسلامیہ کے ہر ہر صوبہ اور ہر ہر قریہ سے رائے عامہ معلوم کی گئی بلا جبر و اکراہ معلوم کی گئی سو فی صد ووٹ امیر یزید کے حق میں آئے۔ (تحقیق مزید ص ۱۶۸)

۲۔ مولوی عظیم الدین کی کتاب "حیات سیدنا یزید" ص ۳ پر جو نظم لکھی ہے اسکا پہلا شعر ہی یہ ہے کہ

ہر آن رہبر تھی ہدایت یزید کی کیوں راشدہ نہ ہو گی خلافت یزید کی

نیز اسی کتاب میں آیت استخلاف کی معنوی تحریف کر کے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ یزید خلیفہ راشد ہے۔

۳۔ مولوی حسن محمد خطیب جامع مسجد نوکھر ضلع گوجرانوالہ اپنے رسالہ سیدنا حسین رضہ اور امیر یزید (جس پر حکیم فیض کی تقریظ بھی ہے) میں لکھتے ہیں کہ: یزید کی بیعت حق تھی اور ان کی خلافت علی منہاج النبوۃ تھی"

۴۔ عباسی صاحب کے ایک معتقد ابو یزید بٹ لکھتے ہیں کہ:

"تاریخی حالات واضح طور پر ثابت کرتے ہیں کہ امیر المومنین یزید کی خلافت سیدنا علیؓ کی خلافت سے بوجہ خانہ جنگی کے بدرجہا اولیٰ اور اتفاق کی حامل تھی۔" (رشید بن رشید صث ۲۳۰)

بٹ صاحب یزید کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں اور اس کے جواز بلکہ ضرورت کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ : "صحابہ کرامؓ کی شان و بزرگی کے پیشِ نظر اور ان لوگوں کے مرتبے اور عزت کی خاطر ان کے امیر اور امام کو رضی اللہ تعالیٰ کہنا ازحد ضروری ہے ورنہ ان بزرگوں کی شان میں گستاخی ہوگی۔"

ب حدیث مغفور لہ سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اگر اس مغفور فوج کے ہر فرد کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا جائے تو صحیح اور درست ہے تو پھر اس مغفور فوج کے جرنیل کو کیوں نہ رضی اللہ کہا اور لکھا جائے۔" (ایضاً صلا) اور عباسی صاحب بھی یزید کے بارے میں لکھتے ہیں۔

امیر المومنین یزید اوّل علیہ الرحمۃ والرضوان (حقیقت خلافت و ملوکیت ص۱۴)

محمود احمد عباسی اور ان کی پارٹی کی تصانیف سے جو عبارتیں سابقہ صفحات میں نقل کی گئی ہیں ان سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو حضرت علیؓ سے عدمِ محبت بلکہ بغض و عناد ہے۔ یہ ان کی اہلبیتِ خلافت تو تسلیم نہیں کرتے بلکہ ان کی خلافتِ راشدہ کے بھی منکر ہیں۔ ان کے خلوص و تقویٰ کا انکار کر کے ان کو حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش میں شریک گردانتے ہیں اور ان کی عظیم دینی شخصیت کو بڑی بے باکی سے مجروح کرتے ہیں۔ ان کے ہتھکنڈے وہی ہیں جو روافض کے ہیں۔ عباسی تحریک کے لٹریچر کے مطالعہ سے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ تحریک بھی سبائی تحریک ہی کی دوسری شاخ ہے۔ کیونکہ رافضیت اور خارجیت ایک ہی سبائی تحریک کے دو راستے ہیں۔ رافضی حُبِّ اہل بیتؓ کی آڑ میں حضرات خلفائے ثلاثہؓ کی خلافت راشدہ کو ہدفِ تنقید بنا کر مجروح کرتے ہیں اور خارجی محبتِ صحابہؓ اور حبِ معاویہؓ کی آڑ میں حضرت علی المرتضیٰؓ کی خلافت راشدہ کو اپنے مطاعن کا ہدف بناتے ہیں اور پھر یزید کو عادل و صالح اور خلیفہ راشد قرار دے کر حضرت حسینؓ کی کھلی تحقیر و توہین کر رہے ہیں۔

بعض لوگ شیعیت کی شر انگیزی کے ردِ عمل میں اس تحریک کے لٹریچر سے متأثر ہو کر یہ سمجھتے ہیں کہ عباسی تحریک شیعوں کے خلاف ہے حالانکہ حقیقت میں یہ تحریک مذہب اہلسنت والجماعت[۱]

---

[۱] عباسی صاحب اور ان کی پارٹی کے دلائل کا مفصل ردّ "خارجی فتنہ حصہ اوّل و دوم" (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Scanned with CamScanner

کے خلاف ہے کیونکہ اہلسنت والجماعت کا متفق علیہ مسلک وعقیدہ ہے کہ کسی صحابی پر بھی تنقید و...... جرح اور طعن واستہزار جائز نہیں ہے چہ جائیکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو جلیل القدر صحابی رسول ہیں، اور ان[1] کی خلافت بوجہ اولین مہاجرین میں ہونے کے آیت تمکین اور آیت استخلاف کا مصداق ہے اور خلفائے ثلٰثہ کی طرح قرآن کی موعودہ خلافت راشدہ ہے اور[2] آپ مہاجرین اولین میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے زندگی میں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی قرآنی سند عطا فرمائی ہے۔ اس لیے آپ کی خلافت کو بھی مثل خلفائے ثلٰثہ رضائے خداوندی کی سند حاصل ہے۔ نیز[3] آپ بیعت رضوان میں شامل ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے (سورہ فتح) اپنی رضا سے مشرف فرمایا اور[4] آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جن کو نام بنام لسانِ نبوت سے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں آپ[5] اصحاب بدر واحد وخندق وفتح مکہ میں سے ہیں۔ تو ایسے جلیل القدر صحابی پر کون اہل فہم مسلمان زبانِ طعن دراز کر سکتا ہے؟

بقیہ حاشیہ: (مؤلفہ امیر تحریک خدام اہلسنت والجماعت) میں ملاحظہ فرمائیں جس میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہم نے اس پارٹی کے دجل وفریب کا پردہ چاک کیا ہے۔

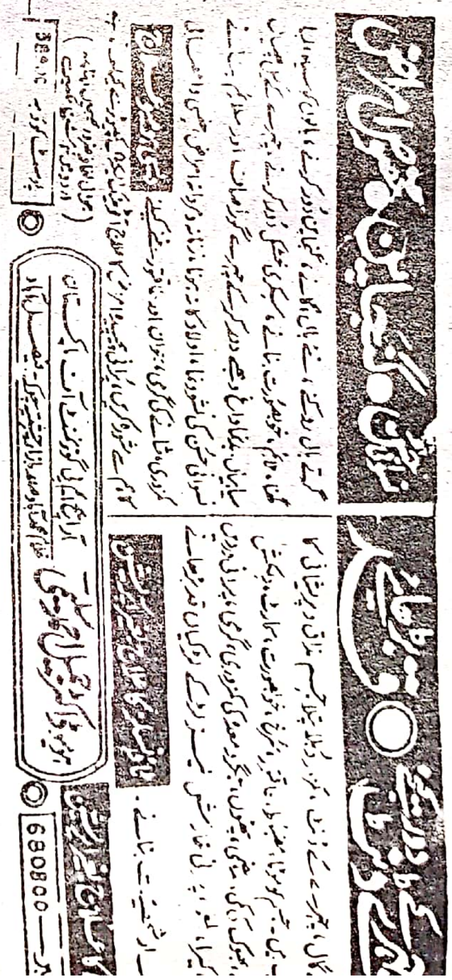

اللہ ربنا جل جلالہ — ہو الشافی — محمد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم

ابوبکرؓ — یا اللہ مدد — عثمانؓ

حق چاریارؓ

عمرؓ — علیؓ

فون ۸۵۴۲

معیاری ادویات کا واحد مرکز

الفاروق میڈیکل سٹور

ہسپتال روڈ ○ چکوال

بفیضِ نظر: قائد اہلسنت وکیل صحابہؓ اکابرین اہلسنت کے عقائد کے پاسبان محافظ مسلک علمائے دیوبند شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رح کی حقیقی تصویر اور خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ